

عید میلاد النبی (ﷺ)

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

۱۲ ربیع الاول کو آنحضرت سرور عالم ﷺ کا ”جشن عید“ منایا جاتا ہے اور آج کل اُسے اہل سنت کا خاص شعار سمجھا جانے لگا ہے۔ اس کے بارے میں بھی چند ضروری نکات عرض کرتا ہوں:

۱:..... آنحضرت ﷺ کا ذکر خیر ایک اعلیٰ ترین عبادت بلکہ روح ایمان ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ سرمہ چشم بصیرت ہے۔ آپ ﷺ کی ولادت، آپ ﷺ کی صغریٰ، آپ ﷺ کا شباب، آپ ﷺ کی بعثت، آپ ﷺ کی دعوت، آپ ﷺ کا جہاد، آپ ﷺ کی قربانی، آپ ﷺ کا ذکر و فکر، آپ ﷺ کی عبادت و نماز، آپ ﷺ کا اخلاق و سائل، آپ ﷺ کی صورت و سیرت، آپ ﷺ کا زہد و تقویٰ، آپ ﷺ کا علم و خشیت، آپ ﷺ کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جانا، آپ ﷺ کی صلح و جنگ، خفگی و غصہ، رحمت و شفقت، تبسم و مسکراہٹ، الغرض آپ ﷺ کی ایک ایک ادا اور ایک ایک حرکت و سکون امت کے لیے اسوۂ حسنہ اور اکسیر ہدایت ہے اور اس کا سیکھنا سکھانا، اس کا مذاکرہ کرنا، دعوت دینا امت کا فرض ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والی شخصیات اور چیزوں کا تذکرہ بھی عبادت ہے۔ آپ ﷺ کے احباب و اصحاب، ازواج و اولاد، خدام و عمال، آپ ﷺ کا لباس و پوشاک، آپ ﷺ کے ہتھیاروں، آپ ﷺ کے گھوڑوں، خچروں اور ناقہ کا تذکرہ بھی عین عبادت ہے، کیوں کہ یہ دراصل ان چیزوں کا تذکرہ نہیں، بلکہ آپ ﷺ کی نسبت کا تذکرہ ہے۔

۲:..... آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کے دو حصے ہیں: ایک ولادت شریفہ سے لے کر قبل از نبوت تک کا اور دوسرا بعثت سے لے کر وصال شریف تک کا۔ پہلے حصہ کے جتنے جتنے واقعات حدیث و سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں اور حیات طیبہ کا دوسرا حصہ جسے قرآن کریم نے امت کے لیے ”اسوۂ حسنہ“ فرمایا ہے۔ اس کا مکمل ریکارڈ حدیث و سیرت کی شکل میں محفوظ ہے اور اس کو دیکھنے سے ایسا لگتا ہے کہ آپ ﷺ باہمہ خوبی و زیبائی گویا ہماری آنکھوں کے سامنے چل پھر رہے ہیں، اور آپ ﷺ

ساگرہ کو ”عید میلاد النبی“ کہلانے کا شرف بھی حاصل ہو گیا ہے۔

دنیا کا کون مسلمان اس سے ناواقف ہوگا کہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کے لیے ”عید“ کے دو دن مقرر کیے ہیں: عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ اگر آنحضرت ﷺ کے یوم ولادت کو بھی ”عید“ کہنا صحیح ہوتا اور اسلام کے مزاج سے یہ چیز کوئی مناسبت رکھتی تو آنحضرت ﷺ خود ہی اس کو ”عید“ قرار دے سکتے تھے اور اگر آنحضرت ﷺ کے نزدیک یہ پسندیدہ چیز ہوتی تو آپ ﷺ نہ سہی، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہی آپ ﷺ کے یوم ولادت کو ”عید“ کہہ کر ”جشن عید میلاد النبی“ کی طرح ڈالتے، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا، اس سے دو ہی نتیجے نکل سکتے ہیں: یا یہ کہ ہم اس کو ”عید“ کہنے میں غلطی پر ہیں یا یہ کہ نعوذ باللہ ہمیں تو آنحضرت ﷺ کے یوم ولادت کی خوشی ہے، مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کو کوئی خوشی نہیں تھی، انہیں آپ ﷺ سے اتنا عشق بھی نہیں تھا جتنا ہمیں ہے۔

ستم یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی تاریخ ولادت میں تو اختلاف ہے، بعض ۹ ربیع الاول بتاتے ہیں، بعض ۱۰ ربیع الاول، اور مشہور بارہ ربیع الاول ہے۔ لیکن اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی وفات شریفہ ۱۰ ربیع الاول ہی کو ہوئی۔ گویا ہم نے ”جشن عید“ کے لیے دن بھی تجویز کیا تو وہ جس میں آنحضرت ﷺ دنیا سے اٹھ کر رفت دے گئے، اگر کوئی ہم سے یہ سوال کرے کہ تم لوگ ”جشن عید“ آنحضرت ﷺ کی ولادت طیبہ پر مناتے ہو یا آنحضرت ﷺ کی وفات کی خوشی میں؟ (نعوذ باللہ) تو شاید ہمیں اس کا جواب دینا بھی مشکل ہوگا۔

بہر حال میں اس دن کو ”عید“ کہنا انہوں نے نہیں سمجھتا، بلکہ اس کو صاف صاف تحریف فی الدین سمجھتا ہوں، اس لیے کہ ”عید“ اسلامی اصطلاح ہے، اور اسلامی اصطلاحات کو اپنی خود رائی سے غیر منقول جگہوں پر استعمال کرنا دین میں تحریف ہے۔

اور پھر یہ ”عید“ جس طرح منائی جاتی ہے وہ بھی لائقِ شرم ہے، بے ریش لڑکے غلط سلط نعتیں پڑھتے ہیں، موضوع اور من گھڑت قصے کہانیاں، جن کا حدیث و سیرت کی کسی کتاب میں کوئی وجود نہیں، بیان کی جاتی ہیں، شور و شغب ہوتا ہے۔ نمازیں غارت ہوتی ہیں، اور نامعلوم کیا کیا ہوتا ہے۔ کاش! آنحضرت ﷺ کے نام پر جو ”بدعت“ ایجاد کی گئی تھی اس میں کم از کم آپ ﷺ کی تمسب و تفسیر ہی کو **آ** نظر رکھا جاتا۔

غضب یہ کہ سمجھا یہ جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ان خرافاتی محفلوں میں بنفس نفیس تشریف بھی لاتے ہیں۔ فی غریبہ الإسلام! (ہائے اسلام کی بیچارگی!)